اداریہ

سپریم کورٹ کا تاریخ ساز فیصلہ

سپریم کورٹ آف پاکستان کے شریعت اپیلٹ بنچ نے جو جسٹس خلیل الرحمان، جسٹس وجیہ الدین احمد، جسٹس منیر اے شیخ اور جسٹس مولانا تقی عثانی پر مشتمل تھا۔ سابقہ حکومت، قومی بینکوں اور مختلف مالیاتی اداروں کی جانب سے دائر کی جانے والی اپیلوں کو نپٹاتے ہوئے 20ویں صدی کا ایک عہد ساز اور دور رس نتائج کا حامل انقلابی فیصلہ 14 رمضان المبارک 1420ھ بمطابق 23 دسمبر بروز جمعرات 1999ء کو صادر فرمایا:-

" کہ ہر قسم کا سود خواہ وہ کاروباری ہو یا اس کے علاوہ، قرآن و سنت سے متصادم ہونے کے باعث حرام قرار دیا جاتا ہے اور اس وقت رائج آٹھ قوانین کو 31 مارچ 2000ء تک ختم کرنے اور بلا سود اقتصادی نظام متعارف کرانے کا واضح اور دوٹوک حکم جاری کیا جاتا ہے اور ہدایت کی جاتی ہے کہ وفاقی حکومت غیر ملکی قرضوں سے نجات دلانے کے لئے سنجیدہ کوششیں کرے نیز اس عرصے میں حکومت ان قوانین کو قرآن و سنت سے ہم آہنگ بنائے۔

وفاقی شرعی عدالت کے فیصلے کو برقرار رکھتے ہوئے سپریم کورٹ نے مالیاتی نظام کو اگلے دو ماہ میں شریعت کے مطابق ڈھالنے کا حکم دیا ہے اور اسٹیٹ بینک کو ہدایت کی ہے کہ وہ ایک اعلیٰ سطحی کمیشن قائم کرے جو عدالت عظمیٰ کے فیصلے پر عملدرآمد کا طریق کار وضع کرلے اور وفاقی وزارت قانون ایک ماہ کے اندر اسلامی نظریاتی کونسل کی معاونت سے ٹاسک فورس قائم کرلے تمام بینک اور مالیاتی ادارے چھ ماہ کے اندر ایسے ماڈل اور پراجیکٹ تیار کریں جو قومی معیشت کو سود کی لعنت سے چھٹکارا دلا سکیں۔ سود اور سودی کاروبار سے متعلق تمام قوانین 30 جون 2001ء کے بعد غیر موثر اور ساقط ہو جائینگے۔

سپریم کورٹ کے تاریخ ساز فیصلے سے دینی حلقوں، مذہبی سکالرز اور سود کے خاتمے کے حامیوں میں خوشی کی لہر دوڑ گئی کہ ان کی طویل جدوجہد کامیاب ہوتی دکھائی دیتی ہے، کہ جو ملک اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا تھا اور قرآن و سنت کے مطابق نظام کا نفاذ ہر مسلمان کی دلی خواہش تھی، حقیقت کا روپ دھار رہا ہے۔ قیام پاکستان کے بعد دوسرے مسائل میں الجھنے کے باعث اسلامی نظام کے نفاذ کی کوششیں سنجیدگی سے نہیں جاسکیں۔ دینی حلقوں کی طرف سے مسلسل اسلامی نظام کے نفاذ کا مطالبہ جاری رہا، 1977ء میں ذوالفقار علی بھٹو کے خلاف نفاذ نظام مصطفیٰ کے نام سے تحریک چلی۔ بعد ازاں جنرل ضیاء الحق اور ان کے بعد میاں نواز شریف نے نفاذ اسلام کا وعدہ کیا۔ نواز شریف ایک قدم اور اٹھاتے ہوئے قومی اسمبلی سے بل پاس کروانے میں کامیاب ہو گئے اور فائلیں سرد خانے کی سپرد کر دیں۔ مذہبی حلقوں اور دینی جماعتوں کو یوں طفل تسلی دی کہ سینٹ میں دو تہائی اکثریت تک انتظار کریں۔ نفاذ اسلام سے غیر مخلص یہ تینوں حکمران اپنے انجام کو پہنچ گئے اور اب دیکھئے موجودہ فوجی حکمران اپنے مستقبل کا کیا فیصلہ کرتے ہیں۔ تاریک ماضی کا تاریک مستقبل یا تاریک ماضی کا تابناک مستقبل۔

سود اسلامی تعلیمات کا نقیض اور اس سے براہ راست متصادم ہے۔ جس کو اللہ عزوجل نے حرام، رسول معظم نے سود لینے، دینے، لکھنے اور گواہ بننے والوں پر لعنت فرمائی ہے۔ کیونکہ اس کا حملہ بالخصوص اسلام کے معاشی اور معاشرتی نظام پر ہوتا ہے سود، سود خور میں حرص و طمع، بخل و بزدلی، خود غرضی، شقاوت و زر پرستی جیسی صفات رزیلہ پیدا کرتا ہے اور سود ادا کرنے والے میں نفرت، غصہ، بغض و حسد جیسی صفات پیدا کرتا ہے جبکہ اسلام آپس میں مروت، ہمدردی اور ایثار و قربانی کا درس دیتا ہے۔

اسلام کا معاشی نظام یہی ہے کہ دولت گردش میں رہے۔ اس گردش کا بہاؤ امیر سے غریب کی طرف ہو، مگر سودی معاشرے میں دولت کا بہاؤ

ہمیشہ غریب سے امیر کی طرف ہوتا ہے۔ اس لحاظ سے بھی سود اسلام کے پورے معاشی نظام کی عین ضد ہے۔

ارسطو کہتا ہے کہ:

"پیسے کا بنیادی مقصد تبادلہ اشیاء ہے نہ کہ سود کے ذریعے بڑھانا۔ اس لئے دولت حاصل کرنے کے تمام حربوں میں سے یہ بدترین ہے۔"

ہماری فوجی حکومت بھی اس وقت بد حال معاشی صورت حال کو کنٹرول کرنے میں مصروف ہے۔ اسی دوران سپریم کورٹ کا واضح اور دوٹوک فیصلہ حکومت کو اپنا لائحہ عمل مرتب کرنے میں بہت سی آسانیاں پیدا کر سکتا ہے اور فوجی حکومت جو پارلیمنٹ کی طرف سے آنے والی رکاوٹوں سے بھی آزاد ہے بآسانی اس فیصلے پر عمل کروا سکتی ہے۔

شریعت بنچ نے یہ کہہ کر کہ "دنیا کے دو سو اداروں میں سودی نظام کے متبادل نظام کی موجودگی میں سودی کاروبار کا کوئی جواز نہیں۔" حکومت کی فرار کی راہیں بند کر دی ہیں اور مزید "دنیا میں بنکاری کرنے والے 9 مالیاتی ادارے نہایت کامیابی سے سرمایہ کاری کر رہے ہیں اور سود کی لعنت سے چھٹکارا حاصل کر چکے ہیں۔

یہودی لابی کے عاصمہ جہانگیر جیسے ایجنٹ اور پیشہ ور اہل قلم جنہوں نے اس تاریخ ساز فیصلے پر عوام و حکومت میں تاریک مستقبل کی خبر رواں کی ہے ایسے نام نہاد مسلمانوں اور پیشہ ور اہل قلم پر جتنا بھی ماتم کیا جائے کم ہے۔ وہ لکھتے ہیں "ہمارا سارا نظام سود کی بنیادوں پر ہی قائم ہے اور ہمارا معاشی ڈھانچہ عالمی مالیاتی اداروں کے قرض کی بیساکھیوں کے سہارے چل رہا ہے۔ اگر یہ ادارے ہمیں قرض دینا بند کر دیں یا ہم بغیر سود کے قرض حاصل کرنے کے خواہش مند ہوں 'جو ناممکن ہے' تو ہماری رہی سہی معیشت کا تاج محل بھی زمین بوس ہو جائے گا اور ہمارے ہاں بھی صومالیہ اور راونڈا جیسی کیفیت پیدا ہو جائے گی۔"

افسوس ان صاحب فکر و دانش پر جو ورلڈ بنک 'آئی ایم ایف اور عالمی مالیاتی اداروں کو رازق سمجھ بیٹھے ہیں اور اس رزاق کو بھول چکے ہیں جو ساری مشکلات کو دور کرتا اور اس کی راہ پر چلنے والے کے لئے آسانیاں پیدا کرتا ہے۔ اس کی رحمت بڑی وسیع ہے اور اس سے ناامیدی کفر ہے۔ اگر وہ چاہے اور ہم اس کے سامنے سجدہ ریز ہو کر مانگیں 'تو کچھ بعید نہیں کہ ان پریشان کن معاشی ایام میں وہ رازق آسمان سے رحمتوں کی بارش برسا دے اور زمین اپنے خزانے اگل دے۔

اسلام دین فطرت ہے۔ وہ حضرات جو اس فیصلے کے نفاذ کو ناممکن سمجھتے ہیں انہیں یاد رکھنا چاہئے کہ ہر دور میں اسلامی احکامات پر عملدرآمد ممکن ہے۔ مگر اس کو ممکن بنانے کے لئے ضروری ہے کہ جرات 'تدبر اور حکمت سے کام کیا جائے اور یہودیوں کے اس نظام کو اسلامی 'فلاحی ریاست سے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے دفن کر دیا جائے تاکہ رحمت الٰہی کا نزول ہو۔

بقول اقبال ؎

این بنوک ایں فکر چالاک یہود   نور حق از سینہ آدم ربود

تانہ و بالا نہ گردد ایں نظام   دانش و تہذیب و دیں سودائے خام

یہ بینک جو عیار یہودیوں کی سوچ و فکر کا نتیجہ ہیں انسان کے سینے سے اللہ کا نور نکال لیتے ہیں۔ جب تک یہ سودی نظام تہہ و بالا نہ ہو جائے' دانش' تہذیب اور دین کی باتیں بے سود ہیں۔

21 ویں صدی اور غافل مسلمان

21 ویں صدی کی آمد آمد ہے۔ ریڈیو' ٹیلی ویژن' اخبارات اور سیاست دان **20** ویں صدی کو الوداع کہنے اور **21** ویں صدی کو **Wellcome** کرنے کے لئے پورے جوش و خروش سے اس کی استقبالی تیاریوں میں مصروف ہیں کہ ایک باوقار طریقہ سے آنے والی صدی میں قدم رکھا جاسکے۔ ہر ملک اس سوچ میں مگن اور بھرپور طریقے سے کوشش کئے ہوئے ہے کہ کیسے ماضی کی تلخ حقیقتوں کا ازالہ کیا جاسکے اور مستقبل میں ایک مستحکم اور خود مختار ریاست کی حیثیت سے شب و روز بسر کئے جاسکیں۔ کیونکہ صدی آتی اور گزر جاتی ہے' مگر اس میں گزرے ہوئے لمحات اور مورخ کی نوک قلم پہ آئے ہوئے الفاظ